شاھد حسین رزاقی

مصر میں تحریکِ آزادی کی سرگذشت

مصر صدیوں سے سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا اور جب تک یہ سلطنت طاقتور رہی اس کے مقبوضات تجارت پیشہ مغربی اقوام کے سامراجی پنجہ سے محفوظ رہے۔ لیکن انیسویں صدی کے آخر نصف میں جب ترکوں کی طاقت ٹوٹنے لگی تو یورپ کی سامراجی قوموں نے افریقہ کے مسلم ممالک پر بھی رفتہ رفتہ اپنا اقتدار جمانا شروع کر دیا۔ نپولین سے جنگوں کے زمانہ میں برطانیہ نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ مشرق میں برطانوی مقبوضات اور سامراجی مفاد کے تحفظ کے لیے مصر پر برطانوی اقتدار قائم کرنا بہت ضروری ہے۔ اور وہ مناسب موقعے کی تلاش میں تھا۔ محمد علی الکبیر نے اگرچہ خود مختار بادشاہ کی حیثیت اختیار کر لی تھی لیکن مصر پر سلطان ترکی کا اقتدار اعلیٰ تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور خود محمد علی بھی اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک تھا اس لیے برطانیہ کو اپنا اقتدار جمانے کا موقع نہ ملا۔ اس کے بعد محمد علی کے جانشین جب نااہل اور کمزور ہونے لگے تو برطانیہ رفتہ رفتہ اپنی گرفت مضبوط کرنے لگا۔

پہلے برطانیہ نہر سویز کو اپنے مفاد کے لیے مضر خیال کرتا تھا اس لیے اس کی تعمیر کی مخالفت کرتا رہا۔ لیکن ۱۸۶۹ء میں جب یہ نہر مکمل ہو گئی تو برطانیہ نے اپنے سامراجی مفاد کی حفاظت کے لیے اس نہر پر قبضہ کر لینا ضروری خیال کیا۔ نہر سویز نے برطانیہ کے لیے مصر کی اہمیت میں غیر معمولی اضافہ کر دیا تھا اور وہ اس پر قبضہ کا خواہشمند ہو گیا۔ لیکن فرانس اس کا رقیب تھا۔ اس طرح مصر ان دونوں قوموں کی سازشوں اور مداخلت کا شکار بن گیا۔ نااہل حکمرانوں کی فضول خرچیوں کے باعث ملک کی معاشی حالت بھی تباہ ہو گئی۔ اور سامراجیوں نے مصر پر نہ صرف سیاسی بلکہ معاشی اقتدار بھی قائم کر لیا۔

جمال الدین افغانی اور تحریکِ آزادی

مصر کو سامراجیوں کی گرفت سے نجات دلانے کی تحریک سب سے پہلے سید جمال الدین افغانی نے شروع کی۔ وہ ۱۸۶۹ء میں جب پہلی مرتبہ مصر آئے تو ازہر کے علماء اور کچھ نوجوانوں کو آزادیٔ وطن کی تحریک کو منظم کرنے پر متوجہ کیا۔ اور بیرونی اقتدار کے خلاف جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔ ۱۸۷۱ء میں جمال الدین جب استنبول سے قاہرہ آئے تو محبانِ وطن نے ان کو مصر میں مستقل قیام کرنے پر رضامند کر لیا۔ ازہر کے طلباء اور نوجوانوں پر افغانی کا بہت اثر تھا اور غیر ملکی اقتدار کے خلاف عوام کو بیدار کرنے کی تحریک میں افغانی نے ان سے بہت کام لیا۔ ازہر

میں تعلیمی اصلاحات کر کے اس کو قومی تحریک کا مرکز بنا دیا۔ نوجوان انشا پردازوں اور صحافیوں کو تربیت دی۔ آزاد صحافت کو منظم کیا۔ قومی تحریک کے حامی اخبار جاری کروائے۔ اور عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے سارے ملک میں متعدد انجمنیں قائم کیں۔ ۱۸۷۸ء میں حزب ملی قائم کی گئی جس کے حامیوں میں ازہر کے علماء اور نوجوان محبانِ وطن پیش پیش تھے۔ اس طرح افغانی کی ذات تمام سیاسی اور اصلاحی تحریکوں کا مرکز بن گئی تھی۔ انگریزوں کی مخالفت میں ان کے مضامین اور تقریروں نے سارے ملک میں ہیجان پیدا کر دیا اور بیرونی مداخلت کی مخالف تحریک روز بروز ترقی کرنے لگی۔ افغانی کی یہ سرگرمیاں آٹھ سال تک جاری رہیں۔ اس کے بعد ان کو مصر چھوڑنا پڑا۔ لیکن ان کی جاری کردہ تحریک برابر ترقی کرتی گئی۔

توفیق پاشا حریت پسندوں کا حامی تھا۔ اور افغانی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ خدیو بن گیا تو وطنی تحریک کو کامیاب بنانے میں پوری مدد دے گا۔ لیکن اسماعیل کی معزولی کے بعد جب وہ خدیو بنا تو بدعہدی کی اور افغانی کو مصر سے نکال دیا۔ مصر سے باہر رہ کر بھی افغانی مصر کی آزادی کے لیے کام کرتے رہے۔ پیرس ان کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا تھا اور ۱۸۸۵ء میں جب وہ سوڈان کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لیے لندن گئے تو ان کی یہ کوشش تھی کہ برطانیہ مصر خالی کر دے۔ مصر سے باہر وہ خود کام کرتے رہے اور اندرون مصر انہوں نے محبانِ وطن کی ایک ایسی زبردست جماعت پیدا کر دی تھی جس نے ان کے بعد بھی ان کی تحریک کو جاری رکھا۔ اور آزادی کی تحریک ترقی کرتی گئی۔

محمد عبدہٗ کی جدوجہد

افغانی کے رفیقوں میں سب سے نمایاں ان کے قابل ترین شاگرد محمد عبدہٗ تھے۔ جنہوں نے تعلیمی اصلاح کے ذریعہ سیاسی تحریک کو فروغ دینے کا کام جاری رکھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک ایسی نئی نسل وجود میں آجائے جو علوم اسلامیہ کا احیاء کرنے کے علاوہ حکومت کی اصلاح اور قومی بیداری کی تحریکوں کو کامیاب بنا سکے۔ افغانی کے مصر سے نکلنے کے بعد عبدہٗ بھی اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے۔ لیکن ریاض پاشا کے عہد وزارت میں وہ سرکاری اخبار "الوقائع المصریہ" کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ ان کو ایسے مددگار بھی مل گئے جن کو افغانی نے تربیت دی تھی۔ اور عبدہٗ نے اس اخبار کے ذریعہ حکومت کی اصلاح کا کام بڑی کامیابی سے انجام دیا۔ دوسری طرف وہ قومی تحریکوں کی رہنمائی کرنے لگے۔ اسی زمانہ میں اعرابی پاشا کی تحریک ترقی کرنے لگی اور عبدہٗ نے اس کی حمایت کی۔ اس تحریک کے رہنما عبدہٗ کو اپنا قومی مفکر تسلیم کرتے تھے۔ اگرچہ بعض امور میں اختلاف بھی تھا۔ چنانچہ شیخ عبدہٗ انگریزوں کے خلاف قوت کے استعمال کو تحریک کے لیے نقصان رساں تصور کرتے تھے۔ لیکن اعرابی نے ان سے اختلاف کر کے بغاوت کی۔ اس بغاوت کی ناکامی کے بعد باغیوں کی حمایت کے الزام میں عبدہٗ پر مقدمہ چلایا گیا اور جلاوطن کر دیئے گئے۔ افغانی نے عبدہٗ کو پیرس بلا لیا اور وہ اخبار "العروۃ الوثقیٰ" کی ادارت کے فرائض انجام دینے لگے۔ تین سال کے بعد عبدہٗ

بھیس بدل کر مصر میں داخل ہوئے اور انگریزوں کے خلاف خفیہ تحریک شروع کی۔ ایک سال میں اس تحریک کو منظم کر کے بیروت چلے گئے اور وہاں افغانی کے حامیوں کی مدد سے اپنی جد وجہد کو جاری رکھا۔ آخر کار ۱۸۸۸ء میں جب ان کو وطن واپس آنے کی اجازت ملی اور از سر نو سے پھر تعلق قائم ہو گیا تو وہ زیادہ منظم طریقہ پر آزادی وطن کے لیے کام کرنے لگے۔

اعرابی پاشا کی بغاوت

افغانی سے جو محبانِ وطن بہت متاثر ہوئے ان میں احمد اعرابی نے بڑی شہرت حاصل کی۔ مصری قوم پرستوں کا ایک طبقہ حکومت اور فوج کو غیر مصری عناصر سے صاف کر دینے کا حامی تھا۔ اور اس مقصد کے لیے علی لادبی نے ایک خفیہ انجمن قائم کی تھی جس میں احمد اعرابی بھی شریک ہو گئے تھے۔ خدیو توفیق کے زمانہ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں نے حکومت مصر کے اہم شعبوں پر قبضہ کر لیا تو اعرابی نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ اور مصری قوم پرستوں نے ان کی تائید کی۔ اعرابی کے طرز عمل پر انگریزوں نے بہت اعتراض کیا اور فوجی عدالت میں ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن فوج میں وہ اس قدر مقبول تھے کہ ان کو نقصان نہ پہنچ سکا اور فوج ان کو زبردستی چھڑا لے گئی۔ اعرابی کو گرفتار کرنے کی کوششیں ناکام ہو گئیں۔ اور آخر کار ۱۸۸۱ء میں اعرابی نے قصر شاہی کے سامنے مظاہرہ کر کے اپنے مطالبات منوا لیئے۔ برطانوی حکومت اعرابی کے اثرات سے بہت خائف تھی۔ اور طاقت کے ذریعہ اپنا اقتدار قائم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اس سے مصریوں میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ اسکندریہ میں سخت بلوے ہوئے۔ برطانیہ کے بحری بیڑے نے اسکندریہ پر گولہ باری کی۔ اور فوج اتار دی۔ اعرابی نے مقابلہ کیا۔ بہت کشت وخون ہوا۔ تل الکبیر کی جنگ میں اعرابی کو شکست ہوئی۔ اور مصر پر انگریزوں کی گرفت مضبوط ہو گئی۔

مصطفٰے کامل کی قیادت

جمال الدین افغانی کی تحریک آزادی کو آگے بڑھانے والے مصری رہنماؤں میں مصطفٰے کامل بہت ممتاز تھے۔ اس نوجوان رہنما نے وقت کے تقاضوں کو پورا کیا۔ اور اپنے مقاصد کی اشاعت کے لیے موثر تدبیریں اختیار کیں۔ کامل سحر بیان مقرر اور بڑے پُر جوش اخبار نویس تھے۔ انہوں نے عربی میں "الدر" اور "اللوا" دو جرائد نکالے جو ملک میں بہت مقبول ہوتے۔ ان کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی میں بھی اخبار جاری کئے۔ مصر میں وطنی تحریک کو فروغ دینے کے علاوہ پیرس اور استنبول کو بھی اپنی تحریک کے پروپیگنڈے کا مرکز بنایا۔ مصر کو برطانیہ کی غلامی سے محفوظ کرنے کے لیے وہ ترکی اقتدار کو مستحکم بنانا چاہتے تھے اس لیے بین الاسلامی اتحاد کی پُر زور حمایت کی۔ اور سلطان کی تائید حاصل کر لی۔ دوسری طرف فرانسیسی قوم پرستوں کی حمایت حاصل کر کے مخالف برطانیہ تحریک کو طاقتور بنایا۔ وطنی تحریک کو زیادہ با اثر اور ہمہ گیر کرنے کے لیے مسلمانوں اور قبطیوں میں

اتحاد قائم کیا۔ پروپیگنڈے کی مہم بہت ہوشیاری اور کامیابی سے چلائی اور اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ اکابر و امراء کو بھی متاثر کیا۔ نوجوانوں پر کامل کا غیر معمولی اثر تھا اور وہ ان کو مصر جدید کا علمبردار تصوّر کرتے تھے۔ اس طرح مصطفےٰ کامل کی رہنمائی میں وطنی تحریک ایک نئے دور میں داخل ہوگئی۔

برطانوی سامراج کی گرفت

مصر کو سامراجی تسلط سے محفوظ رکھنے کے لیے جمال الدین افغانی کی شروع کردہ تحریک کو ان کے رفیق برابر آگے بڑھا رہے تھے اور مصری محبانِ وطن کی جد و جہد روز افزوں تھی لیکن اس کے باوجود برطانیہ کا اقتدار برقرار رہا۔ اعرابی پاشا کی شکست کے بعد برطانیہ مصر پر پوری طرح حاوی ہوگیا اور مصری حکومت پر قابو پانے کے ساتھ ہی قومی تحریک کو ناکام بنانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ برطانیہ کی مکمل کامیابی میں فرانس حائل تھا۔ آخرکار اس دشواری کا حل بھی نکل آیا۔ ۱۹۰۴ء میں برطانیہ اور فرانس میں ایک معاہدہ ہوگیا۔ برطانیہ نے مراکش میں فرانس کے حقوق تسلیم کر لیے اور اس طرح فرانس مصر سے دست کش ہوگیا۔ ترکی میں ایسے حالات پیدا ہوگئے تھے کہ وہ مصر پر اپنے حقوق تسلیم کرانے سے قاصر تھا۔ اور برطانیہ بڑی آسانی سے اس کی جگہ سنبھالنے لگا۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا اور برطانیہ نے اس سے فائدہ اٹھا کر نام نہاد ترکی اقتدار بھی ختم کرکے مصر کو برطانوی محمیہ قرار دے دیا۔ اور اس کو اپنی جنگی کارروائیوں کا مرکز بنایا۔ جنگ کے دوران میں ایسی پابندیاں عائد رہیں کہ قومی جد و جہد سرد پڑ گئی۔ لیکن جنگ کے بعد یہ تحریک پھر شروع ہوگئی۔

سعد زاغلول اور وفد

۱۹۱۸ء میں جب تحریک آزادی پھر شروع ہوئی تو اس کے رہنما سعد زاغلول تھے جو محمد عبدہٗ کے شاگرد تھے۔ اور افغانی و اعرابی کی تحریکوں کے بڑے حامی تھے۔ اسکندریہ پر حملے کے بعد زاغلول بھی قید کر دئیے گئے تھے رہائی کے بعد وکالت شروع کی۔ جج کے عہدہ سے ترقی کرکے جب وزیر عدل بنے تو خدیو عباس نے ان پر غبن کا الزام لگایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لارڈ کچنر نے جو مصر میں برطانوی حکومت کا نمائندہ تھا زاغلول کو مستعفی ہونے کا حکم دیا اور وہ انگریزوں کی کھلی مخالفت کرنے کے لیے میدان میں آگئے۔ ۱۹۱۸ء میں زاغلول نے آزادی کا مطالبہ کیا۔ برطانیہ سے گفت و شنید کے لیے ایک وفد لے کر لندن گئے۔ لیکن ناکامی ہوئی۔ مصریوں نے واپسی پر پرجوش استقبال کیا اور زاغلول کی جماعت وفد کے نام سے قائم ہوگئی۔ مخالفت بڑھی تو ان کو گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کر دیا گیا۔ لیکن قومی تحریک نے بغاوت کی شکل اختیار کر لی۔ اور برطانیہ محبان وطن سے مصالحت پر مجبور ہوگیا۔ زاغلول نے مطالبہ کیا کہ مصر پر برطانوی اقتدار ختم کر دیا جائے۔ مصر میں برطانوی فوج صرف نہر سویز کے علاقے میں رہے اور وہاں بھی اس کی تعداد محدود کر دی جائے۔ اس کے علاوہ سوڈان کے

نظم و نسق میں مصر کو حصہ دیا جائے - برطانیہ نے مطالبات نامنظور کر دیئے - اور تمام مصر میں برطانیہ کے خلاف بلوے ہونے لگے - زاغلول عدن اور پھر الجزائر میں نظر بند کر دیئے گئے - لیکن قومی تحریک شدید تر ہوگئی - آخر کار برطانیہ کو کچھ مطالبے ماننے پڑے اور ۱۹۲۲ء میں مصر کی آزادی اور انتداب کے خاتمے کا اعلان کیا گیا - ۱۹۲۳ء میں ایک کمیٹی نے نیا دستور مرتب کیا - جس میں مصر کو آزاد و مقتدر اعلیٰ مملکت اور عوام کو اقتدار کا سرچشمہ قرار دیا گیا - ۱۹۲۴ء میں زاغلول کی جماعت "وفد" کو انتخابات میں کامیابی ہوئی - زاغلول وزیر اعظم بنے - اور انہوں نے سوڈان پر مصر کا اقتدار بحال کرنے کا مطالبہ کیا - لیکن برطانیہ نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا - مصریوں نے اس پر شدید احتجاج کیا اور محبان وطن نے مصر و سوڈان کے اتحاد کو بھی اپنی تحریک کا ایک بنیادی مقصد قرار دیا - زاغلول نے لندن میں برطانیہ سے سمجھوتے کے لیے بڑی کوشش کی لیکن کوئی تصفیہ نہ ہو سکا - اور آخر کار سوڈان کے انگریز گورنر جنرل کے قتل کے بعد زاغلول کو استعفا دینا پڑا - مصر کی قومی تحریک کو پھر شدید کش مکش اور نازک حالات کا سامنا کرنا پڑا - لیکن یہ تحریک اس قدر ترقی کر چکی تھی کہ اس کو ختم کر دینا برطانیہ کے امکان میں نہ تھا - فلاحین میں اعرابی اور زاغلول جیسے رہنما پیدا ہو گئے تھے - اور مصری عوام کی بیداری کے لیے افغانی کی کوششیں بار آور ہو چکی تھیں -

۱۹۳۶ء کا معاہدہ

۱۹۲۷ء میں سعد زاغلول کا انتقال ہو گیا اور مصطفیٰ نحاس ان کے جانشین ہوئے - زاغلول کی جماعت وفد کی گرفت مصری عوام پر اس قدر مستحکم تھی کہ نحاس قومی تحریک کو آگے بڑھانے میں کامیاب ہو سکے ورنہ یہ دور بہت نازک دور تھا - برطانیہ اپنا اقتدار مستحکم کرنے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کر رہا تھا - اور مصری محبان وطن کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا - مختلف جماعتوں کی باہمی رقابتوں اور سامراجی سازشوں کے باعث ۱۹۳۵ء تک مصر کو طرح طرح کی داخلی و خارجی دشواریاں پیش آئیں - لیکن وطن پرستوں نے اپنی جد وجہد جاری رکھی - اور جب اٹلی نے حبش پر حملہ کر دیا تو مصر نے بین الاقوامی حالات سے فائدہ اٹھایا اور ۱۹۳۶ء میں برطانیہ سے ایک معاہدہ ہو گیا جس کے مطابق مصر کی مکمل آزادی تسلیم کر لی گئی - نہر سویز پر مصر کا حق ملکیت مان لیا گیا - اور برطانوی فوجوں کے بارے میں یہ طے ہوا کہ برطانوی فوج صرف نہر سویز کے علاقے میں اس وقت تک رہے گی جب تک کہ مصری فوج تربیت حاصل کر کے اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائے - اس معاہدہ کی ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ دس سال کے بعد اس پر نظر ثانی کی جائے گی اور اگر کوئی فریق اس کو ختم کرنا چاہے تو وہ مدتِ معینہ گزرنے کے بعد ایسا کر سکتا ہے - اس معاہدہ نے مصر کی وطنی تحریک کے ایک نئے دور کا آغاز کر دیا - آزادی کی منزل قریب تر نظر آنے لگی - اور مختلف جماعتیں اپنے مقاصد کے مطابق کام کرنے لگیں - اس کے بعد دوسری عالمگیر جنگ شروع

ہوگئی اور مصر بین الاقوامی کش مکش کا میدان بن گیا۔

حسن البنا اور تحریکِ اخوان

جمال الدین افغانی اور محمد عبدہٗ نے دینی اصلاح اور آزادی وطن کو اپنی تحریک کی اساس بنایا تھا۔ اعرابی اور زاغلول ان رہنماؤں کے متبع تھے لیکن ان کی تحریک میں وطنیت کا عنصر بہت غالب ہوگیا تھا۔ اور ایک بڑا طبقہ یہ محسوس کرتا تھا کہ مصر کی وطنی تحریک کو پھر افغانی کے اصولوں پر چلانا چاہیئے۔ چنانچہ اسماعیلیہ کے ایک مدرس شیخ حسن البنا اس مقصد کو لے کر آگے بڑھے اور ایک نئی جماعت " اخوان المسلمون" کی بنیاد رکھی۔ اس جماعت کی ابتدا صرف چھ مزدوروں سے ہوئی تھی لیکن اس نے بڑی تیزی سے ترقی کی اور چند سال کے عرصہ میں نہ صرف مصر بلکہ افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے بیشتر ممالک میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ مصر میں اس کے باقاعدہ ارکان کی تعداد پچاس لاکھ سے زیادہ ہوگئی۔ اور حسن البنا مصر کی اہم ترین شخصیت بن گئے۔ شیخ حسن اسلامی انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا سیاسی نصب العین مصر اور دوسرے اسلامی ممالک کو سامراجی طاقتوں کی غلامی سے آزاد کرانا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مصر سے برطانیہ کو نکالنے، وادی نیل کو متحد کرنے اور مطلق العنان بادشاہت کے بجائے دستوری و جمہوری حکومت قائم کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔ بادشاہ اور وفدی دونوں اخوان کے مخالف تھے لیکن انقلاب اور جمہوریت کے حامی تمام عناصر حسن البنا کے حامی تھے۔ فلسطین کے جہاد میں اخوان نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ اور ان کے رضاکار اسرائیلیوں سے جنگ کرتے رہے۔ لیکن مصری حکومت کی نااہلی کے باعث اس جنگ میں عربوں کو ناکامی ہوئی اور اخوان نے نااہل حکومت کی مخالفت شروع کردی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وزیراعظم نقراشی نے اخوان کو غیر قانونی جماعت قرار دیدیا اور اس کے تین روز کے اندر نقراشی قتل کردیا گیا۔ اخوان کی سرگرمیاں برطانوی سامراج، بادشاہت اور مصری حکومت کے لیے بہت خطرناک ہوگئی تھیں اور آخر کار مارچ ۱۹۴۹ء میں خفیہ پولیس نے شیخ حسن البنا کو قتل کردیا۔

انقلاب پسند فوجی

شیخ حسن البنا کی شہادت سے مصر میں قومی اور جمہوری تحریک کو زبردست نقصان پہنچا اور ابراہیم الہادی کی حکومت آمریت کے راستہ پر گامزن ہوگئی۔ لیکن حالات کی اس ابتری نے مصر میں ایک نئے انقلاب کی راہ ہموار کردی۔ عباسیہ کی فوجی اکادمی کے چند نوجوان مصر کی حالت سے بہت متاثر تھے اور ایک خفیہ انجمن قائم کرلی تھی جس کا مقصد مصر کو برطانوی اقتدار اور مطلق العنان بادشاہ سے آزاد کرانا تھا۔ ان نوجوانوں میں سب سے ممتاز جمال عبدالناصر تھا۔ یہ لوگ شیخ حسن البنا اور سپہ سالار عزیز المصری کے بڑے معتقد تھے اور اپنی تحریک کے مقاصد سے ان کو آگاہ کردیا۔ شیخ حسن نے ان کی پوری حمایت کی اور جنگ کے زمانے میں نوجوان انقلاب پسند شیخ کے مشورہ سے

نام کرتے رہے۔ فروری ۱۹۴۲ء میں جب برطانیہ نے قصر شاہی کا محاصرہ کرکے مصطفےٰ نحاس کو وزیر اعظم بنانے پر بادشاہ کو مجبور کیا تو اخوان اور انقلابی سب ہی وفدی قیادت سے بدگمان ہوگئے۔ اور در پردہ جرمنوں کی مدد کرنے لگے۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء میں جب وزیر اعظم احمد ماہر نے جرمنی و جاپان کے خلاف اعلانِ جنگ کیا تو ایک اخوانی نے اس کو قتل کر دیا۔ نوجوان فوجی جرمنی سے امداد حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے تھے لیکن جرمنی کی شکست نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور ان کی تحریک بری طرح متاثر ہوئی۔

عالمگیر جنگ کے بعد

جنگ ختم ہوئی تو مصر میں ظلم و تشدد اور بے چینی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔ تحریر و تقریر کی آزادی ختم کر دی گئی۔ ہر طرف خوف و دہشت کا زور تھا۔ برطانیہ اور مطلق العنانی کے مخالف گرفتار کیے جانے لگے۔ ان حالات نے عام بددلی پیدا کر دی اور مصر میں برطانیہ کی مخالفت میں فسادات ہونے لگے۔ سوڈان کو مصر سے ملانے اور برطانوی فوجوں کو مصر سے واپس بلانے کی تحریک پھر شروع ہوگئی۔ مصر نے ۱۹۳۶ء کا معاہدہ ختم کر دینے کا مطالبہ کیا۔ اور برطانیہ کے انکار پر یہ مسئلہ اقوام متحدہ کی صیانتی کونسل میں پیش ہوا۔ آخر کار برطانیہ کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ مئی ۱۹۴۷ء تک مصر سے تمام برطانوی فوجیں واپس بلالی جائیں گی۔ لیکن سوڈان کا مسئلہ طے نہ ہو سکا۔

فلسطین کی جنگ میں نوجوان فوجیوں کے بہت سے کارکن کام آگئے تھے۔ تاہم انھوں نے اپنی ازسرِ نو تنظیم کر لی۔ ۱۹۵۰ء میں ناصر کو مجلس عاملہ کا صدر منتخب کیا گیا اور انقلابی جماعت کا منشور بنا جس میں بیرونی اقتدار ختم کرکے جمہوری نظام قائم کرنے اور مصر کی قومی فوج کو طاقتور بنانے کا وعدہ کیا گیا۔ اسی سال مصر میں انتخابات ہوئے اور وفدی جماعت کو بڑی اکثریت حاصل ہوئی۔ نحاس نے اپنا کھویا ہوا اثر بحال کرنے کے لیے اکتوبر ۱۹۵۱ء میں ۱۸۹۹ء اور ۱۹۳۶ء کے معاہدے منسوخ کر دیئے اور نہ صرف عوام بلکہ نوجوان فوجیوں نے بھی حکومت کی تائید شروع کر دی۔ برطانیہ اور مصر کی کش مکش شدید تر ہوگئی۔ اور گوریلا جنگ ہونے لگی۔ آخر کار جنوری ۱۹۵۲ء میں فاروق نے نحاس کو برطرف کر دیا۔

فوجی انقلاب

اس دوران میں فاروق کو یہ پتہ چل گیا کہ نوجوان فوجی انقلاب برپا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور وہ ان کی سرگرمیوں کو کچلنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ انقلابی کمیٹی نے یہ طے کیا کہ فوجی انقلاب کو روکنا خطرناک ہوگا اس لیے اس کے واسطے مارچ ۱۹۵۲ء کی ایک تاریخ مقرر کی گئی۔ لیکن اس تاریخ کو مقررہ پروگرام پر عمل نہ ہو سکا فوجی انقلاب پسندوں کی رہنمائی کے لیے اس تنظیم کے سامنے تین نام تھے۔ عزیز المصری۔ فواد صادق اور

محمد نجیب - آخر کار سب نے نجیب کو صدر بنانے پر اتفاق کر لیا جو ایک بہادر اور تجربہ کار جنرل تھا۔ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء کو نوجوان فوجیوں نے مصر میں انقلاب برپا کر دیا۔ نجیب نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ انقلابی کونسل نے بادشاہ کو معزول کر دیا۔ اور وہ مصر سے چلا گیا۔ اس کے بعد انقلابیوں نے ملوکیت کو ختم کر کے مصر کو جمہوریہ بنا دیا اور جنرل نجیب پہلے صدر ہوئے۔

برطانوی اقتدار کا خاتمہ

جمہوری حکومت نے مصر کو برطانوی اقتدار سے پوری طرح آزاد کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ اور برطانیہ سے گفت و شنید کے بعد سنہ ۱۹۵۴ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ برطانوی حکومت جون سنہ ۱۹۵۶ء تک اپنی تمام فوجیں نہر سویز کے علاقہ سے واپس بلا لے گی۔ اور اس فیصلہ کے بموجب مقررہ تاریخ سے پہلے برطانوی فوجوں نے نہر سویز کا علاقہ خالی کر دیا۔ نومبر سنہ ۱۹۵۶ء میں برطانیہ نے سویز پر مصر کے مالکانہ حقوق سے انکار کرتے ہوئے اپنا اثر قائم کرنے کی ایک اور کوشش کی اور پھر حملہ کر دیا۔ لیکن جدید مصر اعرابی پاشا کے زمانے کا مصر نہ تھا۔ مصریوں نے اس حملے کا مقابلہ کیا۔ اور بین الاقوامی سیاست سے مجبور ہو کر برطانیہ نے جنگ بند کر دی۔ اس طرح مصر پر برطانوی اقتدار بالکل ختم ہو گیا اور قومی آزادی و جمہوریت کی وہ تحریک کامیاب ہوئی جس کا آغاز جمال الدین افغانی نے کیا تھا۔

مشاہیر اسلام

مصنفہ خواجہ عباد اللہ اختر

اسلام کی تاریخ مشاہیر و اکابر کے حیات افروز اور روح پرور سوانح حیات کا ایک دل کش اور دلآویز مجموعہ ہے۔ مشاہیر کی اس صف میں فاتح اور کشور کشا بھی ہیں، عالم اور عابد بھی، سلطان بھی اور گدائے بوریہ نشین بھی، فلسفی بھی اور موجد و مخترع بھی۔ تنوع کے اعتبار سے مشاہیر اسلام کی فہرست یکتا اور منفرد ہے۔ اس کتاب میں چند مسلم مشاہیر کے حالات و سوانح مورخانہ کاوش سے بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۶ روپے

ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور